

افادات: حضرت مولانا سید الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالعظیم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب النہی عن ضرب الخدام و شتمہم خادموں کو مارنے اور انہیں گالی دینے کی ممانعت کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبد الله عن فضيل بن غزوان عن ابن أبي نعم عن أبي هريرة قال: قال ابو القاسم عليه السلام نبي التوبة: من قذف مملوكه بريئاً مما قال له اقام الله عليه الحد يوم القيمة الا ان يكون كما قال- هذا حديث حسن صحيح- وفي الباب عن سويد بن مقرن وعبد الله بن عمر- وابن أبي نعم هو عبد الرحمن بن أبي نعم البجلي يكنى أبا الحكم- ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر توبہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس آقا نے اپنے غلام پر (زنا کی) تہمت لگائی حالانکہ وہ غلام اس چیز سے بری ہو جو یہ مولیٰ اس کے متعلق کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس آقا پر قیامت کے دن حد (قذف) قائم کرے گا۔ ہاں اگر وہ غلام ایسا ہی ہو جس طرح یہ آقا کہتا ہے۔ (تو پھر قیامت کے دن اس پر حد قائم نہ ہوگا۔) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں سويد بن مقرن اور عبد اللہ بن عمر اور ابن ابی نعم (جو کہ عبد الرحمن بن ابی نعم الجبلی ہے اور اس کی کنیت ابو الحکم ہے) سے بھی روایات آئی ہیں۔
حدیث کی توضیح و تشریح:

اس سے پہلے باب میں خادم نوکر اور ملازم کے حقوق کے مثبت پہلو کا بیان تھا کہ خادم کے ساتھ احسان کرو اس کو معروف طریقے سے مناسب کھانا پینا اور لباس دیا کرو۔ اور اس باب میں حقوق خادم کے منفی پہلو بیان کیا جاتا ہے۔ غلام خادم اور ملازم کو مارنا پیشنا اور ان کو گالی دینا اور ان پر غلط تہمت باندھنا یہ تمام چیزیں حرام اور گناہ ہیں اور اللہ

تعالیٰ کے یہاں ان سے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو میرا غلام ہے اور میرا خادم ہے اور مجھے اختیار ہے کہ اس سے جس طرح کام لوں اور جس طرح اس کی مار پیٹ کروں اور جس طرح چاہوں نازیبا الفاظ سے اسے گالی دوں کوئی اس غلط فہمی میں نہ پڑے کیونکہ ان کی حق تلفی کرنے والوں سے قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

”پیغمبر توبہ“ حضرت محمد ﷺ:

قال ابو القاسم عبد اللہ بنی التوبہ: اس روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ کا اسم کنیہ (ابو القاسم ﷺ) ذکر کرنے کے بعد آپ ﷺ کا لقب ”نبی التوبہ“ (توبہ کا پیغمبر) ذکر فرمایا۔ یہ اسلئے کہ جناب رسول اللہ بہت توبہ کرنے والے تھے۔ اور دن میں ستر مرتبہ اور بعض روایات کے مطابق سو مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ نیز جناب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور دل و زبان کے ساتھ توبہ کرنے سے قبولیت توبہ کا حکم ساتھ لائے۔

ہر مجرم اپنے رب سے جرم کی معافی مانگ سکتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ سے پہلے گزشتہ ادیان میں توبہ سے متعلق عجیب و غریب نظریات اور عقائد لوگوں میں رائج ہو چکے تھے۔ جو کہ قرون مظلمہ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ بعض عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم جو بھی جرائم کریں اور ہم سے جتنے بھی بڑے گناہ سرزد ہو جائیں وہ سب کچھ ہمیں معاف ہوگا اور ہمارے لئے توبہ کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سب کی طرف سے توبہ کر کے اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے سب کی طرف سے کفارہ ہو چکے ہیں عقیدہ کفارہ کہلاتا ہے۔ اور پھر توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے کسی اور کی توبہ قبول نہیں ہوتی اب ہمارے تمام جرائم کو حضرت عیسیٰؑ معاف کر دیں گے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم واضح فرمایا کہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی بندہ کا جرم معاف نہیں کر سکتا۔ اور اللہ کا ہر بندہ خود اپنے جرم کی معافی مانگ کر پھر سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

اور بعض لوگوں کا یہ عقیدہ بن چکا تھا کہ جرم معاف کرانے کے لئے مذہبی پیشواؤں یا داریوں اور پنڈتوں کی منت سماجت کرنا اور ان کو راضی کرنا ضروری ہے۔ اور خود اپنے طور پر توبہ کرنے کا ہر کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ عیسائی لوگ اپنے احبار و رہبان کے پاس جا کر اپنے تمام عیوب اور جرائم کو ان کے سامنے بیان کر دیتے تھے کہ آج رات مثلاً غلطی سے زنا سرزد ہوا، کل جھوٹ بولا ہے، فلاں جرم کیا ہے، فلاں گناہ کیا ہے۔ میرے یہ جرائم اللہ تعالیٰ سے معاف کرادو۔ اس طرح اپنے مذہبی پیشوا یا داری پنڈت وغیرہ کے سامنے اپنے سارے عیوب ظاہر کر دیتے تھے۔ اور اس سے معاف کرانے کی درخواست کر دیتے۔ اور پھر ان کو معاف کر دیتے اور شکرانے بھی پیش کرتے تھے۔ اور

یہ احبار و رہبان اور علماء سوء بھی مال و دولت اور عزت کی لالچ میں لوگوں کو اندھیرے میں رکھتے تھے اور ان پر حق واضح کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اور ان کو تسلی دیتے تھے کہ چلو آپ کا گناہ معاف ہوگا۔ اس طرح یہ احبار و رہبان ہر لحاظ سے ان کے بڑے بن چکے تھے اور پاپائیت نے سارے لوگوں پر قبضہ جمالیا تھا۔ حکومت اور ریاست بھی انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی تھی اور لوگ ان سے مجبور تھے کہ یہ تو ہمارے بڑے ہیں ہمارے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں۔ ہماری چوری ڈاکہ اور زنا وغیرہ جرائم سے باخبر ہیں۔ اور ہمارے گناہوں کو یہی معاف کر سکتے ہیں ان غلط نظریات کی وجہ سے لوگ ان کے مطیع بن چکے تھے اور ان کے ہر حکم ماننے پر مجبور تھے کہ اگر یہ راضی ہیں تو بیڑا پار ہے، نہیں تو بیڑا غرق۔ کیونکہ انہوں نے ان بڑوں کو خدائی کا مرتبہ دیا تھا۔ اور اس طرح شرک و کفر میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وہ ان کے ظاہر کردہ عیوب اور خامیوں کی وجہ سے انہیں اور پورے ملک کو بلیک میل بھی کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ آج کل بھی بعض جاہل اور بدعتی پیر اس طرح کرتے ہیں کہ اپنے مریدوں کو ذہنی طور پر مفلوج کر کے ریغمال بنادیتے ہیں۔ اور انہیں یہ باور دلاتے ہیں کہ ہم ہی آپ کی شفاعت کریں گے اور آپ کو نجات دیں گے۔ تم نے ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے۔ اب آپ کو کچھ غم نہیں، دین سے جاہل اور آخرت سے غافل عوام جب یہ سنتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے سارا بوجھ کندھوں سے اتر جاتا ہے۔ تو عوام جوق در جوق ان کے درگاہوں میں حاضری دیتے ہیں اور ان سے بیعت کر کے مرید بن جاتے۔ اور یہ نا عاقبت اندیش پیر بھی مریدوں کو یہ باور دلاتے ہیں کہ تم ہر وقت ہماری نظر میں ہوتے ہو اور ہم آپ کے سب اعمال سے باخبر ہیں۔ الغرض ان بدعتی پیروں اور ان کے مریدوں کا بھی آپس میں وہی معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کے عوام اور ان کے احبار و رہبان اور پاپاؤں کے درمیان ہوا کرتا تھا۔ اور اس طرح یہ جاہل اور بد بخت حدیث مبارک (لَتَتَّبِعَن سَنَنَ مِنْ قَبْلِكُمُ الْحَدِيثَ) کا مصداق بن جاتے ہیں۔ (فہمدا ۱ ہم اللہ جمیعاً)

حاصل یہ کہ ان احبار و رہبان نے عوام پر اس حد تک اپنا قبضہ جمالیا تھا کہ بادشاہ بھی ان کے گرفت میں ہوتے تھے۔ اور حکومتیں بھی ان کے ہوس کا نشانہ بن جاتی تھیں۔

مذہب کی سیاست سے علیحدگی:

بالآخر حکمران لوگ ان سے تنگ آ گئے اور یہ قانون پاس کیا کہ حکومت مذہب سے بالکل آزاد ہوگی اور ملاؤں احبار و رہبان کی مذہبی سرگرمیاں صرف ان کے گرجا گھروں تک محدود ہوں گی اور اس طرح انہوں نے مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا۔ یہی نتیجہ نکلا اہل کتاب کی اعتقادی نظریاتی اور عملی بے اعتدالیوں کا کہ کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور مذہب کو سیاست سے الگ کر دیا اور پھر عیسائی حکومتوں نے اس نظریہ کا خوب پرچار کیا۔ اور دیگر اقوام میں بھی یہ نظریہ رائج ہوا کہ مذہب کا سیاسی اثر کو کم کر کے جماعتیں بھی ان کی

بولی بولنے لگیں کہ ملا کے لئے محراب و مصلیٰ کافی ہے۔ صدارت کی کرسی ان کے لئے مناسب نہیں۔ اگر یہ نظریہ مسلمانوں میں جڑ پکڑ لیتا تو مسلمانوں کے دین و دنیا کی بربادی کے لئے یہی کافی تھا۔ لیکن بحمد اللہ علماء کرام نے اس پروپیگنڈا کا خوب توڑ کیا۔ اور یہود و نصاریٰ کی اس خطرناک سازش کو مسلمانوں میں چلنے نہیں دیا۔ قبولیت تو بہ صرف اللہ کے ساتھ مخصوص ہے:

پس رحمت عالم ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر ان تمام غلط عقائد و نظریات کا خاتمہ کر دیا۔ اور واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی کے گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔

وہل یغفر الذنوب الا اللہ (الایۃ) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ بلکہ ہر بندہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست اپنے گناہوں کی معافی مانگے۔ اور توبہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف کر دے۔ جو بھی بندہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ احبار و رہبان اور جاہل پیروں کو نذرانے اور شکرانے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو کوئی کسی کا گناہ معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کے گناہوں کا کفارہ بن سکتا ہے۔ جسے اپنا عمل پیچھے چھوڑ دے۔ اسے اس کا نسب (رشتے ناطے اور تعلقات وغیرہ) آگے نہیں بڑھا سکتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے توبہ سے متعلق افراط و تفریط کو ختم کر کے اور ہر بندہ کے لئے اخلاص کے ساتھ توبہ کرنے کا آسان راستہ بنا دیا۔ اس وجہ آپ ﷺ کو لقب ”بنی التوبہ“ سے یاد کیا گیا۔

من قذوف مملوکہ بریثاً مما قال لہ الخ۔

یعنی جس نے اپنے مملوک غلام یا لونڈی پر تہمت لگائی اور اسے بدکار ہونے کی گالی دی۔ مثلاً کہا کہ اے بدکار اے زنا کار حالانکہ جو کچھ یہ کہہ رہا ہے وہ غلام اور خادم اس سے بری اور پاک ہے تو اللہ تعالیٰ اس تہمت لگانے والے مالک پر قیامت کے دن حد قائم کرے گا۔

ایک فقہی مسئلہ:

مسئلہ یہ ہے کہ غلام اور لونڈی کو قذف (زنا کی گالی) دینے سے قاذف (گالی دینے والے) پر اسلامی قانون کی رو سے حد قذف قائم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ حد کے قائم کرنے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ مقذوف، مہصن ہو۔ اور غلام، لونڈی مہصن نہیں ہے۔ لہذا اس شرط کی عدم موجودگی کی وجہ سے حد ساقط ہوگی۔ البتہ اس گالی دینے والے کو تعزیری سزا دی جاوے گی۔ حدیث باب میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے کہ غلام کو قذف دینے والے پر حد قذف دنیا میں جاری نہ ہوگا اور یہ مسئلہ فقہاء کرام کا اتفاق ہے۔ لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ دنیا میں حد قذف نہیں تو غلام کو ناحق زنا کی نسبت کرنے پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر حد قائم فرما دے گا۔ البتہ اگر واقعاً وہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ سید (مولیٰ) نے کہا ہے کہ وہ چریمانیت کے دن بھی اس پر حد قائم نہ کیا جاوے گا۔

حدثنا محمود بن غیلان ثنا مؤمل ثنا سفیان عن الاعمش عن ابراهم التیمی عن ابیه عن ابی مسعود قال كنت اضرب مملو کالی فسمعت قائلا من خلفی یقول: احلم ابا مسعود! احلم ابا مسعود! فالتفت فاذا انا برسول الله ﷺ فقال: لله اقدر علیک منک علیہ قال ابو مسعود: فما ضربت مملو کالی بعد ذالک هذا حدیث حسن صحیح۔

و ابراهیم التیمی هو ابراهیم بن یزید بن شریک۔

ترجمہ: حضرت ابو مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو کہ کہہ رہے تھے: ابو مسعود صبر کرو! ابو مسعود صبر کرو! جب میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ضرور اللہ تعالیٰ کو تجھ پر زیادہ قدرت حاصل ہے اس قدرت سے جو کہ تجھ کو اس پر حاصل ہے۔ ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اپنے کسی بھی غلام کو نہیں مارا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور ابراہیم التیمی جو ہے یہ ابراہیم بن یزید بن شریک ہے۔

صحابہ کی کمال وفاداری:

حضرت ابو مسعودؓ کو جب رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ دی اور غلاموں کے بارے میں اسے قیامت کے دن کے عذاب اور اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرایا تو پھر کبھی زندگی میں وہ کام نہ کیا جس سے رسول اللہ ﷺ نے خوف خدا دلایا کر منع فرمایا۔ حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اپنے کسی بھی غلام کو نہیں مارا۔

آج کے مسلمان بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں اور اتباع رسول ﷺ کے وعویدار ہیں۔ کتنے ہی ناجائز افعال اور ناجائز اقوال ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور قرآن و حدیث میں ان پر وعیدیں ذکر کی گئی ہیں۔ اور ان وعیدوں کو سننے کے باوجود لوگ عام معاشرہ میں ان منہیات اور جرائم کو حد درجہ لاپرواہی کے ساتھ کر گزرتے ہیں اور انہیں یہ استحضار تک نہیں ہوتا کہ ان امور سے ہمارے خالق و مالک رب العالمین نے اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور ان کے ارتکاب سے روز جزا میں رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سارے مسلمانوں کو اپنے پیغمبر ﷺ کا اتباع اور حضرات صحابہ کرامؓ اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو مسعودؓ نے کہا کہ: اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ: یہ غلام اللہ تعالیٰ رضا کے لئے آزاد ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اگر تو اسانہ کرتا (یعنی اس غلام کو آزاد نہ کر دیتا) تو جہنم کی آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔